

ہاتھوں میں دل بہلاؤ، چنگھاس میں بھی کواڑی دوٹی تھی تو وہ چاہا دیکھا تو فرمایا: تم سے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شراباؤ اور جب تم سے رہنے کی کوئی چیز ہو تو میرے پاس لے جاؤ۔ تم سے ہوا میں ڈیڑھ سواہری ہے، تم سے ہوا میں دو سو گولہ اور ان کے گولوں کی لاؤ، ان میں میں چنگھاس کروں گا اللہ کو پڑاؤ دو اور نہ یہ کہ ان کے ہیکہ میں ان کی بیویوں سے نکاح کرو چنگھاس اللہ کے لئے ایک بڑی عمت بات ہے۔ (الاحزاب: ۵۳)

تا اسے لگو کر قتلہا وہ اس کے رسول پر ایمان لگاؤ اور دول کی تقسیم تو تیرہ کرو اور چھ و شام اللہ کی پاکی پاؤ۔ (فتح: ۹)

اور وہی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو چنگھاس ہے کہ جب اللہ دول کو تم پر بھیجے گا تو تم کو اس سے پہلے معاملہ کا کچھ اختیار نہ ہے اور جو حکم نہ ملے اللہ اور اس کے رسول کا اور چنگھاس مرعہ گمراہی پرگا۔ (الاحزاب: ۳۶)

دیکھئے قرآن میں کس طرح سرکارِ دو عالم ﷺ کے ساتھ مہربان کیا ان کے دل پہ اور آپ ﷺ کی تقسیم تو تیرہ کرو چھ ہے۔ قرآن پاک کی شان یہ ہے کہ لفظ آیت نہ کر میں اور کسی عمل کا مطلب جام نہ ملاحظہ نہ کر دو بلکہ موصول پر نظر ہو جائے ہے تو جس ذات کی تعریف جو صیغہ یا بابا کرے اس کی غفلتوں اور فحشوں کا کیا شک نہ ہو گا اور آپ ﷺ کی تقسیم تو تیرہ کرو چھ ضروری ہوگی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جب رسول ﷺ کے بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہ رہی تھی جس طرح یہ قول بغیر خوشبو کے بیکار ہے۔ اور جو کہتے ہیں تو شاید کچھ محسوس ہو مگر ایمانی حقیقی مسنت سے غرضی کے باعث بے وقعت ہوتا ہے۔ مگر یہ صریح رسول ﷺ سے غرض ایک شخص نام کا مسلمان تو ہو گا مگر اسکا ہے لیکن حقیقتاً دو ایمان سے محروم ہے، کیونکہ جب رسول ﷺ ہی صلی ایمان ہے اس کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل پر ایمان اس وقت تک قائم ہوئی نہیں سکتا جب تک کسی پر ایمان نہ ہو جس سے اللہ تعالیٰ کی خبر دی، اور اہمیت کے بغیر ایمان جس کے دعوے سے زیادہ جاکھیں۔ خود مرعہ عالم ﷺ کا فرمان عاقلان ہے!

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے نال کے نال اس کے مال اور قدامتوں انہوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔ (صحیح مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص میں شخصیتیں ہوں گی، دو ایمان کی مطلقاں کو پائے گا۔

(۱) اللہ اور اس کا رسول اس کو پائی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں

(۲) جس شخص سے بھی اس کو محبت ہو وہ رسول اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہو

(۳) اگر سے نہایت پائے گئے بعد از دو آدمی کو کفر میں لے کر اس طرح پانچ نہایت سے ایک میں پہنچے جانے کو پانچ نہایت۔ (صحیح مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ ایک دن آپ ﷺ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ چنگھاس میرے نزدیک آپ ﷺ سوائے اس اپنی جان کے، جو وہ پکڑوں گے وہ ایمان ہے، ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہ ہو جس میں نہ چنگھاس ہو، لیکن چنگھاس جان سے بھی زیادہ محبوب نہ جائے۔ اس وقت سیدنا قاتل اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا، یقیناً آپ ﷺ میری اسی جان سے بھی، جو میرے دونوں پکڑوں گے کے درمیان ہے، سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے عمر اب تم (کامل) ایمان دو گئے۔ (صحیح بخاری)

ان اصداغیت کی روشنی میں معلوم ہوا کہ یہاں نہ فقط محبت، بلکہ ایسی محبت ہو گا کہ وہ جو باقی تمام چیزوں پر غالب ہو گا وہ جب تک یہ کیفیت نہ ہو ایمان کامل نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی محبت کو ایک ساتھ جمع فرمایا اور ہوا پر ان کی فوقیت کا حکم دیا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ محبت و اطاعت نبوی کے اعلیٰ ترین منصب پر وہی حضرات لاکھ لاکھ ہزاروں نے نال یہاں آدھا کاہری حیات طیبہ میں سر کی ان گھوں سے مشابہہ کیا اور آپ ﷺ کی محبت کی روات سے مراد ہوئے اور اس پر ایمان پر ایمان رسول کے مرتبہ پائے پر فخر ہوئے تھی کہ ان میں آج بھی اس لحاظ سے جو بے ادبی ہے، امت کے تمام رشتہ اور قبائل کرکھی اس کے درجہ کمال کو نہیں لگاتے تھے۔ یہ وہی حضرات ہیں جن کے عشق و ادب کے وہاں سے تھیں ہماری بڑی ہیں۔ چہاں وہاں نہ ملتا تھا:

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں تھا اور نہ آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی میری دل و دماغ بزرگ خدا اور آپ ﷺ کے جلال کی وجہ سے میں اللہ پر کرنا آپ ﷺ کو دیکھنے کی فائزیت نہیں کر سکتا تھا اور اگر مجھ سے یہ سوال کیا جاتا کہ میں آپ ﷺ کا علیہ بلن کر دوں تو میں نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ میں نے آپ ﷺ کو اللہ و ہرگز نہیں دیکھا تھا۔ (صحیح مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب مہاجرین و انصار کے پاس جایا کرتے تھے اور وہ بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔ ان میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ہوتے تھے، میں بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ رہتا تھا، میں بھی آپ ﷺ کی طرف آنکھ لگا کر نہیں دیکھتا تھا اور دونوں آپ ﷺ کی طرف دیکھتے تھے اور آپ ﷺ کی طرف دیکھ کر سہکتے تھے اور آپ ﷺ ان کی طرف دیکھ کر سہکتے تھے۔ (سنن ترمذی)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ آپ ﷺ کے گرد اس طرح (ہاؤں) بیٹھے تھے جیسے ان کے سروں پر پردے ہوں۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے بہت زیادہ محبت کرنے والے لوگ میرے بعد ہوں گے، ان کی یہ ترجیح ہوگی کہ ان کے تمام مال اور مال کو لے لیا

باب دوم

عجیب کریم ﷺ کے مقام پر نہ آیا اور آپ ﷺ کے ادب و محبت کے بیان میں چند اوصاف آپ ﷺ کے ملائے مگر آپ ﷺ میں ہم اس بات کا جائزہ نہیں لے کر جس جی ﷺ کی اس فطرتِ شانِ اہلِ خدا کے
 حوصلہ نہ بیان فرمائی کہ اس کی آویختگی و تعجب سے مسخ بھی ہوا یا؟ قرآن میں اللہ تعالیٰ کی عزوجل فرما ہے:

دول کے پکارنے کو انہیں میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکا دیتا ہے۔ (الزور: ۳۳)

[illegible]

اسے ایمان والا قرار دیا نہ کیا اور میں عرض کرو کہ حضور و اہم پر نظر رکھیں! دو پہلے ہی سے بنو دستور کافروں کے لئے دروگاہ کا عذاب ہے۔ (المیزان: ۱۰۴)

اور اسے محبوب و مکرّم ان سے پہچان کر چکے تھے کہ وہ بہت ہی قیمتی فیض کی تکمیل میں مصروف فرماؤ گا، لہذا وہ اس کی آجوں اور اس کے رسول سے جیسے ہو۔ یہاں سے نیکو نام کا فرمایا ہے کہ مسلمان ہو کر۔ (الغلو: ۶۱، ۶۵)

چنگیز جبار ادا کرتے ہیں، لہذا وہ اس کے رسول کو بھی نبی اللہ کی خدمت سے دنیا اور آخرت میں ان کے لئے قسمت کا عذاب تک تیار کر دے گا۔ (الاعزاب: ۵۷)

اور دوزخ رسول اللہ کو باوجود سچے ایمان کے لئے دودنا کا عذاب ہے (التوبہ: ۶۱)

ان آیات سے متوجہ رہنے کی ہدایت ملتی ہے:

سورہ ہود کی آیت ۱۳۰ کا یہ معنی مفسرین نے یہ بھی بیان فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرا کر کہہ دو اب دیکھو اور پھر قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ آپ کے عظیم القاب سے نواز کے ساتھ خواہشمند و مخلصانہ لہجہ میں کہیں۔ نبی کریم ﷺ کو محض اس طرح خطاب کرنا جس طرح ایک دوسرے کو کہنا ہوتا ہے، انتہائی کے زمرے میں آتا ہے۔ الغرض یہ کہ عالم کی بارگاہِ اقدس کا سوا یہی لہجہ ہے اور اسے دوسروں پر فرض نہیں کرنا چاہیے۔

سودا و تجارت کی آیت کا مفہود **عَلَيْكُمْ** کا احوال اور کرام و احوال و تقسیم فرمایا گیا اور تکبیر میں کیا کثرت کرتے ہیں۔ ادب کا لفظ اور کمال اور دیکھیں، چاہتے ہیں کہ میں ایک دوسرے کو کام سے رکھ کر اپنے لئے اس طرح میں دیکھ کر اس کا ادب و تقسیم دو توبہ و حکیم و واقف ہو عقلت سے اس طرح عرض کریں۔ یعنی اس طرح کہ صرف بتا دے اور یہاں بھی گستاخی ہے۔ اور اس پر بھی دیکھ کر کہ ہے اسامی کے اعمال کا اس بظاہر معمولی ہے یا نہ کی وجہ سے اکارت سے جانا۔ جو اس کا اس بھل میں ہیں کہ گستاخی میں شاید یہ تو نہیں ہی ہوتی ہے۔ یہ وہی فعلی لفظی اور ذکر نہیں دیکھتے، آیت میں فرمایا جا رہا ہے۔ یہی فعل کا اعمال اور آیت کو تو جو اس میں اور تمہیں جو یہ خبر دے گا۔ پھر یہ کہ جو صریح گستاخی کرنے کا ادب ہے اس میں فعل سے واقف ہو کر بجا نہیں کہ میں تو نے ہوگی حرام ہے ذمہ اصل میں یہاں کی ہے۔ یہ اعتباری کو گستاخی کے دوسرے میں بنا نہیں کہیں کہے گا اور اعلیٰ میں ادب ہو جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہی کرم **عَلَيْكُمْ** کے معانی میں نہیں کہیں کہیں قدر اقتدار ہے۔

[illegible][illegible]

سورہ توحید کی آیت ۶۵ و ۶۶ سے ثابت ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن کی شان میں کشتافتی کفر ہے جس طرح بھی ہو، اس میں اللہ تعالیٰ نہیں۔ محمد کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہے اہل حق کے ہمدردی کی شان کا

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یہ معاملہ پیش کیا، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم اس سے کہہ کر بچ گئے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں اس سے اللہ عزوجل کی پندہ چاہتا ہوں جیسا کہ تم ان سے سمجھا کر اللہ تعالیٰ سے اس کے رسول کی نافرمانی پر مجبور نہیں کرتے۔ ہم نے ان سے صرف اس بات کا کہہ دیا کہ تم ان کو ان کے گروہوں میں ملا دینا کہ وہ ان سے کہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ سے کہیں کہ ان کی پران کی عاقبت سے زیادہ یہ جو شخص ان سے اس بات کا کہہ دیا تھا کہ میں ان کی شاکست کے لیے لڑاؤں، وہ اور اس بات کا کہہ دیا تھا کہ وہ ان کے آپس میں اپنے مذہب کے مطابق لڑ کر رہیں گے لیکن جب وہ اور اسے پاس آئیں گے تو تم ان کے درمیان اللہ تعالیٰ عزوجل کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ کر دینا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم نے کہا کہ: (الحکم اذا حاض)۔ (سنن کبریٰ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ان کو ان کی مشرکتی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے پاس جانے خود آپ ﷺ کو بے شرک مقرر کیا اور آپ ﷺ کو بلا کسی تہنیت انہوں نے ایک دن ان کو اس کو تدارق کر دیا، اس کے بعد یہ کھڑے ہوئے اور دیکھنے لگے کہ میں معلوم کر سکتا ہوں کہ اس نے حق کیا ہے یا کفر دینے کے بارے میں اس کو کوئی کیا کیا ہے، اور ان کو کوئی کے ماں باپ مشرک تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ عنہ کو خوف ہوا کہ اگر وہ کسی اور سے قصور کوئی کر رہیں گے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اپنی نبی کوئی کیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیوں؟ ان کا رسول اللہ ﷺ در آپ ﷺ کے مطلق جیسے ایذا پہنچائی تھی، نبی کریم ﷺ نے اس کے بدلے کے پاس کسی کو بھیجا تو انہوں نے کسی اور کا نام لیا تو اس کا حال بھی خراب تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے خلاف کو اس کا تدارق کیا۔ (الحکم اکبر)

باب چہارم

ادارے کے جن ابواب میں محتام نبوت اور وجہ احرام نبوت کو بیان کرنے کے بعد مقرر کیا گیا وہ انتہائی کم ممانعت اور سناٹا کم دول کا شرعی حکم بیان ہوا۔

اس سادہ و تفصیل کو پڑھنے کے بعد ذرا اپنے آج کے ماحول پر نظر ڈالئے اور اپنے ارد گرد رہنے والے واقعات کا مشاہدہ کیجئے آج ناموس و ممانعت جیسے فقہی اور فقہیہ مذاہم معاشرے کو ایک ایسا کٹاؤ لگا رہا ہے جتنا کہ ان کے آداس پارے میں شگ و شجاعت پیدا کرنے کی سعی کی جا رہی ہے۔ یہ کیجئے کہ جبریت بھی ہوتی ہے اور انوس بھی کہ امت مسلمہ پر یہ وقت بھی آنا تھا جب عزت و احرام دول عظیم جیسے حکم معاشرے کو ختم و زہر بنا کر اس پر دھاک مارا اور ماحول کرنے کا مطالبہ کیا جاتا۔

مکالمے یا مباحثے سے انکار نہیں مگر سوال یہ ہے کہ

کیا مسلمانوں کو آج میں داخلہ الہی کے اثبات پر مباحہ کرنے کی حاجت ہے؟ البتہ، یہ مباحہ کسی دہریے یا خاندان کے مکر سے ہو سکتا ہے۔

کیا مسلمانوں کو آج میں داخلہ الہی پر مباحہ کرنے کی حاجت ہے؟ البتہ، یہ مباحہ کسی شرک سے ہو سکتا ہے۔

کیا مسلمانوں کو آج میں داخلہ الہی پر مباحہ کرنے کی حاجت ہے؟ البتہ، یہ مباحہ کسی کفر یا باطنی یا منکر ختم نبوت سے ہو سکتا ہے۔

کیا مسلمانوں کو آج میں داخلہ الہی پر مباحہ کرنے کی حاجت ہے؟ البتہ، یہ مباحہ کسی منکر یا منوس و ممانعت سے ہو سکتا ہے۔

یہں، اگر کسی ناموس و ممانعت اور ممانعت دول کی سزا پر مباحہ کرتا ہے تو پہلے وہ اپنی حیثیت کی رضاعت کرے اور اپنا منکر یا منوس و ممانعت دور کرے، انکار و انکار علانیہ اسلام خلاف دول عظیم کا حق ادا کرنا چاہئے اور اس پر بھی عظیم کی عزت و حرمت اور ان کی انتہائی کم ممانعت کرنے والے کی شرعی سزا کا ثبوت نصوں فقہیہ سے پاس نہیں ہوتا کہ سکتے ہیں۔

ایک اور بحث اس ضمن میں دو تین ممانعت کے قانون (۲۹۵ سی) کے بارے میں کی جا رہی ہے اور یہ مطالبہ زور و دھم سے بعض مصلحے کر رہے ہیں کہ اس قانون پر پارلیمنٹ میں بحث ہونی چاہئے۔ مذکورہ بالا مصلحے یہ تاثر بھی دے کر پیش کر رہے ہیں کہ یہ قانون ایک نوعی آمرانہ ممبری الہیوں کے خلاف زور و دھم کو گنہگار بنا دے گا۔ حالانکہ ایسے بہت سے حضرات ہیں اس قانون کی دقت سے واقف ہیں اور بعض تو اس میں ایک بڑا فائدہ دیکھ رہے ہیں جس کے ذریعے اس قانون کو پاکستان میں لاگو کیا گیا، ایسی سلسلے میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قانون لاگو کرنے کے لئے وہ حق ادا کرنے سے روکے گئے جو کسی بھی قانون کو نافذ کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ حتیٰ کہ اس قانون کو بانگلواد میں بھی لاگو کیا گیا، جہاں ایک نئی نسل کے سامنے اس پر بحث ہوتی اور ایک غدار عدالت نے اسے منسوخ کر دیا ہے جو اس کے کئی میں نافذ ہے۔

آئیے اس مطالبے کو ایک اور طریقہ سے جائزہ لیتے ہیں کہ کیا اس قانون پر پارلیمنٹ میں مزید کسی بحث کی ضرورت ہے؟ جیسا کہ پچھلے ابواب میں اس بات کا ثبوت دیا گیا کہ ناموس و ممانعت مسلمانوں کا تقاضا ایک سلسلہ ہے جس میں امت مسلمہ کا بھی کوئی اختلاف نہیں واپس دیکھ کر سنا ہے دول کا فروغ و ترقی و ترقی مختلف فیہ سلسلہ ہے، مذکورہ دول کی سزا میں بھی ایک ایسا سلسلہ مختلف دہی ہے۔ اس کے بعد یہ بات سمجھنے کی ہے کہ قانون کی روایتیں ہیں، ایک اس کا قانون شرعی اور اس کے لئے شرع سے ثبوت چاہیے۔ دوسرا اس کا ملک میں نافذ، اس کے لئے بعض قانونی اور دھموی مراحل سے گزرنا ضروری ہے۔

جہاں تک ناموس و ممانعت کے قانون کی شرعی حیثیت کا تعلق ہے، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ شریعت مسلمہ و میں اس کی حیثیت مسلم اور واجب ہے۔ اب یہ بات بھی سمجھ لیجئے کہ جب شرع کی حج کو حکم کرے تو اس کی ممانعت کے لئے ہر چیز کسی دنیوی قانون کی حاجت نہیں ہوتی۔ یہ کیجئے ہم پہلے وقت کی فہم اس لیے اور نہیں دی ہے، بلکہ اس لیے کہ یہ چیزیں ہم پر شریعت نے فرض کی ہیں۔ مذکورہ امور اس ملک کی پارلیمنٹ کے ذریعے اس کے لئے نہیں سمجھے اور ذرا دیکھو اس لیے اور نہیں دی ہے، بلکہ اس لیے کہ یہ چیزیں ہم پر شریعت نے فرض کی ہیں۔ مذکورہ امور اس ملک کی پارلیمنٹ شراب نوشی کا زور اور اس کے اس کی اجاد و حوام سے روک دیا کہ وہ اس کے لئے حلال ہو جائے گی؟ کیا قانون یا نہیں کو نافذ کرنا ہوتا ہے؟ پہلے ختم نبوت کے منکر ہیں مسلمان تھے؟ ہر قومیں، معلوم ہوا کہ بعضی شریعت سے ثابت شدہ احکام کو مقرر کیا، اس کے خلاف نہیں ہوتے۔ یہاں، یہ ضرور ہے کہ بعض احکامات کے لئے کمال اعلان کے لئے، بعضیت قانون کا نفاذ ہوتا ہے، جیسا کہ ختم نبوت کے معاملے میں ہوا ہے اور یہاں قانون کا نفاذ ہوتا ہے۔

اب جب کہ ناموس و ممانعت کا قانون نافذ ہو گیا تو پاکستان میں ہر مذہب و مذہب کے لئے اس کے خلاف دھم کی اور اس کی ممانعت ہر مذہب کو لوگوں کے جذبہ کو متوجہ کرنا کی کیا ممانعت سے دست کشوں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس قانون میں کوئی قسم کی کمزوری ہے (مذکورہ) ہے کہ اس کا جائزہ لینے کے لئے اپنی عدالتیں موجود ہیں جہاں کسی دھم کی سزا یا سزا کے ساتھ عدالتی کرام سے مشاورت کر کے اس کا اور ایک جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

یہ طریقہ انتہائی فیروز ہے، کہ کوئی ایک کمزور مذہب کو شرمندہ کر دے کہ اس کو ایک لوگ اس پر کھینچے اور انہماک خیال کریں جو شریعت کے فیاضی اصولوں تک سے واقف نہیں، نہایت انوس کا نظام ہے کہ حال آؤ فقہی یا ہر مذہب ایک فقہی کی نظر اور دیکھو اور خیال مذہب ہیں اور تو اس کی کھ سے پیدا ہوا ہے۔ آج کی دہی پر فائدہ کسی خاص ناموس اسلام کی ترقی و ترقی ہے جن کو اس پس پسینے کی بھی کوئی لین نہیں۔ خود بخود اس کے خلاف انتہائی کم ممانعت ہو کر انہماک خیال کرتے پاسے جاتے ہیں جو دنیاوی احکام ہر انوس کی ہر نیات تک سے واقف نہیں رکھتے۔ دول سوامی کے دھم کے عنوان سے ایسے منکر

دکھائے گئے جن میں تو جہاں ٹرے اور لڑکائیاں انھوں میں تھیں۔ لیے اور چرخہ اس میں انھوں میں ایک لے گئے پھاڑ کر ایک دہڑبان مدینت و ستارخ سے کل میں راگ لاتی نظر آتی ہیں۔ بعض کے ہاتھوں میں ایسے پتے کارڈ بھی دکھائے گئے جن پر پہلی طرف میں کھانا مولوی کا اسلام قبول کرنا... بہت خوب، لیکن، عاف کہنے کا، اسلام تو مولوی ہی سے لے گا، کیونکہ علم دین کے روٹا جو بہر حال علمائے کرام ہی ہیں، مولوی جو لوگ ان علماء سے بیزار ہیں وہ بچہ ہر سہ سڑکوں پر کھڑے ہو کر گانے کی گاؤں گانے اور ای (سلاطین) سمجھیں گے۔ حاکم ہجرت یہ ہے کہ ایک گستاخ کے مرنے کے بعد اس پر گانے کے لیے گویے تولی جاتے ہیں لیکن اس کا جواز نہ ملنے کے لیے کوئی کام نہیں ملتا، اور بمشکل تلاش بیدار کے بعد یہی براعت سے مشکک (سلاطین) کو جواز سے آگے نکلنا کرنا پڑتا ہے (لیکن جو نفیسی سے ہم اللہ تعالیٰ کی یاد پاتے ہیں)۔

یہاں اس نکتے کے چند کرداروں کے بارے میں کچھ معلومات بھی پیش کر دی جائیں تو مناسب ہوگا تاکہ ہمارے وہ جوئے بھالے بھائی یکن جزا زیادہ معلومات نہیں رکھتے، وہ ان کے کرد و حال میں سمجھنے سے (خبردار)۔ اس نکتے کے دو کردار ہیں تو بعض نام نہاد افسور، مظہر مدین فیاض مذہبی سارا ہیں، لیکن حیرت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کرامت میں اس نکتے کو پہچاننے اور اسے ادا کرنے کا سب سے بڑا ارادہ ہم ذریعہ ہے، ہر جاننے والا جانے میں اس نکتے کی آجائز کر رہا ہے اور اسے سمجھنے کے لئے کاموں دے رہا ہے۔ بہر حال اذان کرداروں میں ایک کام نام نہاد افسور غامدی کا ہے اور دوسرا خالد غامدی کا۔ یہ دونوں حضرات مذہبی جدت پسندی کا بارہا دہرے، قانون ناموس و رسالت کی مخالفت میں آج کل پیش پیش ہیں۔ دعویٰ تو یہ لوگ دلیل کا کرتے ہیں لیکن اپنے فائدہ غیالات کے تحت میں ذاتی جاہلیات کے علاوہ ان کے بچے کھو گئی ہیں۔

انتہا کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہاں ان میں سے صرف ایک شخص (خالد غامدی) کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے جسے جاننے کے بعد آپ خود اس بات کا فیصلہ کر سکیں گے کہ کیا یہ شخص اس نکتے سے کما حقہ واقف اور مذہبی معاملات میں اس پر اکتفا کر رہا ہے اور اس کی رائے کو کوئی اہمیت دی جاتے۔ اس ضمن میں خالد غامدی کی وجہ مانتھ سے کچھ حقائق کیا جا رہا ہے اسے منور پر مکتے:

<http://www.khalidzahaar.com/qa/984>

Question:

My current understanding is as follows:

We have two main sources of God's system (besides our conscience).

- 1) Quran, the book of God
- 2) Sunnah of the last prophet (peace be upon him).

I am confused on the understanding of the word "Sunnah".

Javed Ahmad Ghamidi convinced me that the word Sunnah would mean worship methods and other practices that reached us from Prophet Mohammad (peace be upon him) through the crowd.

Quran and Sunnah both reached us through the same source "crowd".

I have always been reluctant to accept hadees books as part of Islam mainly because I think God's religion cannot be based on hearsay. That is why Javed Ahmad Sahib's argument convinced me.

I was living happily thereafter until I got a chance to have an open minded discussion with a Mufli Sahib yesterday. I shared with him my position and asked him to tell me along with reasons if I am wrong.

He put forward a very basic argument and I was surprised I had nothing to say.

He said, if I am ready to accept that Sunnah has reach us through the crowd then why it is hard for me to accept that Sunnah can also reach us in written form through the same crowd?

Whatever is written in hadees books is also practiced by people (at least a group of people). Before hadees books were written down (about 200 years after the demise of Prophet pbuh), his sayings were practiced by people although their written form did not exist at that time.

If I can say that methods implemented in the crowd is "sunnah" then what arguments do I have to exclude what is

written in hadees books from sunnah category. The content of Hadees books' is a subset of what came to us through the crowd; as it is also practiced by people (at least by some group of people), besides the fact that it exists in written form as well.

Please spare some time to throw some light on this topic.

Here is another way of putting the question.

Let's take out hadees books out of the equation for a minute. If we want to define Sunnah in terms of what came to us through the crowd then how can we say that only A, B, and C will be considered as Sunnah, while D, E, and F will not be considered as Sunnah; although all A, B, C, D, E, and F are practiced by people and that is how they reached to us. And it happens to be that D, E, F are also written in hadees books.

God knows the best. May God guide me in the right direction.

Response:

It is good to know that you keep thinking about your religion with an open mind and you also allow others to criticize your understanding in the light of arguments. As long as you take arguments on their merit, even though you can at times be wrong, you will never be led astray, insha'Allah. I hope the Mufti Sahib you talked to and his students and followers also adopt the same approach.

The idea of religion coming to us through a crowd rather than an individual is very valid. It is indeed what distinguishes the reliable sources of religion (Qur'an and Sunnah) from the less reliable ones (hadith).

Indeed Mufti Sahib is right in claiming that Sunnah and Hadith are both followed by the crowd. However, the crowd of Sunnah started practicing it right from the time of the prophet, alaihis-salaam, and the crowd of hadith followed it more than two hundred years after the demise of the prophet, after hadith was collected and published. Prior to that event, hadith was khabar ahad, a report transmitted by one or a few individuals. Therefore, one shouldn't be confused by the mere mention of the involvement of crowd. The two hundred years from the time of the prophet onwards is critical. Whatever religious practices were followed by the crowd in that period were a part of the religious message of Islam. Whatever else was available could only be an explanation of it.

It is not correct to say that hadith is a subset of Sunnah. It is the other way round in fact. Hadith mentions lots of information about the prophet, alaihis-salaam, and his times, while Sunnah is only his religious practice which was given to everyone to follow.

The only book of hadith that appeared in the second century Hijrah, Mawla Imam Malik, mentions hadith as a distinct source from Sunnah and Imam Malik expresses his clear preference for Sunnah compared to hadith.

<http://www.khalidzahaar.com/qa/985>

Question:

How would a layman person like me distinguish between the actual Sunnah and non-Sunnah practices? What criteria would one use?

Response:

Let's take a few examples: Salat, Hajj, circumcision (khafna), beard, amamah, and miswak (washing teeth with a tree's branch).

While the first three practices are very much religious in nature and are followed by Muslims all over the world, the rest of the three are followed by a few Muslims claiming them to be religiously desirable or binding, but they don't have universal acceptance amongst Muslims the world over. The first three practices are Sunnah (even though circumcision does not find a mention in the Qur'an) while the last three are hadith-based practices.

The testing questions for hadith-based practices to qualify as Sunnah are these: 1) Is the practice religious in nature? 2) Was it given by the prophet to all Muslims in a way that it started getting practised from day-one and has continued to date?

The answer is yes for the first three practices. Beard and amamah are regarded as Sunnah by some religious people based on a few mentions in hadith but not all practising Muslims the world over follow them. Many scholars in Egypt and elsewhere in the Arab world are beard-less and very few people put on amamah. Miswak is used by many religious people for cleaning teeth but a large number of them use other methods for cleaning them.

We do not find such variations amongst Muslims in the case of funeral prayers, burying the dead, Eid and Jumu'ah prayers etc. As we find in the case of beard, amamah, and Miswak.

In other words, there were practices which started right from the beginning and which are still unanimously followed by Muslims. And there are those which are hadith-based but aren't widespread. That's what distinguishes a Sunnah practice from a non-Sunnah one.

Interestingly, there is a widespread practice which hadith helps us in knowing that it wasn't introduced by the prophet as Sunnah but was simply allowed by him: Tarawih in Ramzan after Isha. Although it is happening everywhere now, it wasn't so during the times of the companions.

I must also clarify that if a certain practice doesn't qualify as a Sunnah, it doesn't mean that it cannot be followed at all. People can wear beards and amamahs. But they should not claim that it is a practice given by the prophet to be followed by all, either as a binding requirement or as something religiously desirable.

A bid'ah is a condemned religious practice which has no religious basis even in hadith and yet some Muslims have introduced it as Sunnah. It is condemned because a false, misleading claim is made that it is a religious practice even though it wasn't introduced by the prophet, alaihissalaam.

<http://www.khalidzaher.com/qa/989>

Question:

"While the first three practices are very much religious in nature and are followed by Muslims all over the world, the rest of the three are followed by a few Muslims claiming them to be religiously desirable or binding, but they don't have universal acceptance amongst Muslims the world over."

I brought it up in discussions with one of Mufti Sahib's students. The person raised following point regarding the difference between "following the practices" and "knowing that practices are part of Islam and not following them".

In order to find out universal acceptance of these practices we should do a survey on scholars and not on followers, since most of the times a layman does not give importance to the religious practices. For example 8 out of 10 people may not keep beard but 6 out of these 8 might say that beard is part of Islam even though they do not keep on.

According to this person 80% to 90% Muslims in the world would say that keeping a beard is a part of Islam and so is true in the case of Moez.

[illegible]

ہر کی ہیں، مہانہ اور حقیقت یہ تمام قرآن کی اسلام دشمنی کا کلام ثابت ہیں۔ اس تمام قصص کی بعد بھی کیا کسی کے ذہن میں یہ شک باقی رہ سکتا ہے کہ خالد ظہیر جیسے لوگوں کی بات مذہبی معاملات میں بالکل غیر مستحضر ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں کی بات سننا یا اس کا نقل خود کھانا انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے، کیونکہ عوام اپنی قلبی عقیدہ کی وجہ سے ان کی جھوٹ بڑائی کا شکار ہو سکتے ہیں، لہذا ان لوگوں کو سننے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے کہ ان کے اپنے باطل نظریات کا کوئی اثر اور مارا پڑ نہ پڑ جائیں جو کسی مذہبی یا عقیدے کی ضروری کامرچوبہ بن جائے۔

یہاں یہ بات سمجھ لیے کہ اس تحریر کا مقصد خالد ظہیر کی خرافات کا رد کرنا نہیں، بلکہ مخصوص موقف اس کی حقیقت کا انکار کرنا ہے۔ جہاں تک اس کی تحریر کی نوعیت کا تعلق ہے تو اس مسئلہ کے رد میں بہت ساری مواد پہلے سے موجود ہے جس میں ان لوگوں کے تمام تراویض مضامین کے وائل جوابات دیے جا چکے ہیں۔

اگر کسی کو اس سلسلہ میں مطالعہ کی حاجت ہو تو جنس بیورو کریم شاہ والا زہری طریقہ لکھنا سیکھ کر خیر الہی کا بیجا تعصب کا سب سے بڑا دشمن بن جائیں اور عوام اور خواص دونوں کے لیے یکساں عقیدہ ہے۔

خالد ظہیر کے تعارف کے بعد ذرا مطالعہ کیجئے کہ یہ شخص کس قسم کے خیالات کا مالک ہے۔ ذیل میں اس کی ویب سائٹ سے ایک اور مضمون نقل کیا گیا جو اس کے خبیثہ باطن کی عکاسی کرتا ہے۔ پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کیا کوئی مذہبی اسلام اس حد تک جاسکتا ہے اور اس قسم کی سوچ کا مالک بھی ہو سکتا ہے؟ غور سے پڑھیے:

http://www.khalidzaheer.com/essays/kzaheer/criticism/the_salman_rushdie_case.html

The Salman Rushdie Case: An Islamic View

by Dr. Khalid Zaheer

Posted: July 2007

The recent decision of the British government to confer knighthood on Salman Rushdie, the controversial writer of the book "Satanic Verses", has raised a new wave of protests amongst Muslims. Most protesters are asking for his head and claiming that such is the punishment for all people who are guilty of blaspheming against the prophet of Islam, God's mercy be on him. Since I believe that the demand is un-Islamic, I am giving my arguments to prove my point of view.

The demand for Salman Rushdie's head is based on two arguments: After having written his book, he has become guilty of apostasy (irtidād) the punishment for which in Islam, according to the argument, is death. Therefore Salman Rushdie must die. The other argument is that since the punishment of any person, whether Muslim or non-Muslim, who blasphemes against the prophet of Islam is death and Salman Rushdie has clearly done so, he must get killed. Are those two claims correct? There are some other issues that are associated with the above two: Even if it was granted for the sake of discussion that Salman Rushdie deserved death according to the Islamic law, can Muslims be inclined to kill him even when he was living under the protection of the law of another country? And if Britain was not operating under the Islamic law, could Muslims still go after his life in the British territory according to that law, which Britain is not governed by? Could he be punished without him going through a proper trial in which he was allowed to defend himself? Before I touch upon this subject and give my understanding on the two arguments mentioned above, I would like to emphasize two important issues Muslims must not ignore in this debate.

What Rushdie has written is indeed condemnable. However, he is not the only one belonging to that category. There are many other authors who were guilty of the same offence, some of who have committed it at even more serious levels. In fact, Rushdie has not even come anywhere close to what some of the other modern writers have written against Islam and the prophet of Islam. Should all of them – all thousands (if not hundreds and thousands) of them – be declared equally guilty of a crime punishable by immediate, extra-judicial death no matter wherever they were living? If that was the correct Islamic position regarding such people, we Muslims then must arrange for millions of people to

operate all over the globe in the form of death squads to take care of the requirements of the 'Islamic law' that stipulates immediate killing for all blasphemers. Moreover, Rushdie has mentioned hardly anything in his infamous book on his own: He borrowed most of his material from the Muslim sources of the earlier times. If "Satanic Verses" was condemnable, which indeed it is, so were all other Muslim sources that enabled the author of it to borrow material from for his book. If we were fair-minded humans, we must first demand that all such malicious material should be expunged from the books that caused to be the sources of Rushdie's information. To demand Rushdie's head for a crime for which some earlier Muslims were even more responsible and to absolve those earlier ones from any charges would tantamount to practicing double standards.

That brings me to the other important consideration associated with this kill-Rushdie sentiment: Should Muslims be quite as emotionally charged in such a situation as to demand death under all circumstances for a person who has blasphemed against their prophet without finding out what the fair treatment for such a person under Islamic law was? Qur'an, the book of God brought by the prophet whose honour we are seeking to protect by killing Rushdie, clearly requires Muslims to be fair in dealing with everyone including their enemies. In due of the passages, the Qur'an urges the believers to be fair under all circumstances thus: "Believers, be steadfast for the sake of Allah in pursuing justice and let not the enmity of a nation dissuade you from being fair; be fair, that is the closest to piety. And fear Allah, indeed Allah knows what you do" (Qur'an; 5:8)

It is therefore extremely important that we consider the arguments presented in support of capital punishment for Rushdie very carefully and decide objectively whether he deserved to be killed or not. It is not just that the life of an individual is at stake: The very reputation of our faith and the sincerity of our attachment to it are also under strict scrutiny.

Let's look at the first of the two arguments. Salimen Rushdie is a murtad (apostate) and the punishment for a murtad is death in Islam. Are the two claims correct? As for the first one, the fact of the matter is that a person becomes a Muslim by choice only after he had freely agreed to adopt Islam as his faith. This could only be true for people who converted to Islam or those who after having been Muslim by birth decided that they were Muslim by choice as well. As for those who were 'born Muslims', they do not always turn out to be freely converted Muslims. Therefore, if someone became a non-Muslim after he was born a Muslim, he was not a murtad in the true sense of the word. It was just that he found by accident of birth that he was a Muslim and later decided that he didn't want to be one anymore.

The other question was: Is the punishment for a murtad death? My clear answer is that it isn't. One might ask as to why then were a vast majority of Muslims confidently advocating the law that whoever was guilty of the crime of apostasy in Islam must face capital punishment? My answer to this question is that Islam is derived from the Qur'an and Sunnah (the religious practice of the prophet), the two original sources of understanding of it, and not from what Muslims say. Even if a vast majority of Muslims were saying one thing and it was clearly shown by a single individual that the Qur'an and Sunnah were saying something different on the same issue, the verdict of that single individual would be held as truly Islamic: Islam resides not in the majority view of Muslims; it resides in the message of Qur'an and Sunnah.

The basis on which it is normally held that a murtad deserved capital punishment was a hadith (a statement attributed to the prophet) that said that "Kill those amongst them who turn their backs on Islam." It is significant to learn that even though the Qur'an mentioned the possibility of apostasy on several occasions, it never suggested death as a punishment for the one who committed it. See, for instance, Qur'an; 5:54. The hadith was indeed correct, but, like most

others, it needed a proper context to clarify its true meanings. The most authentic source of suggesting context to hadith was the Qur'an.

There were two significant concepts of the Qur'an that cannot be ignored while contextualizing the relevant hadith: The Qur'an is unambiguously clear that there could be only two valid reasons for even an Islamic state to get sanction to kill a person: it could kill someone whose crime of murder was established as also the one who was found guilty of causing mischief on earth. (Qur'an; 5:32) While the punishment for a murderer was simple death, the punishment for one committing any one of the crimes falling in the latter category was, in many cases, even more severe. (Qur'an; 5:33) The Qur'an declared that if a person was killed for reasons other than those two then the one who was guilty of killing that person had, as if, killed the entire mankind. (Qur'an; 5:32) Salman Rushdie has neither killed anyone nor was he guilty of creating mischief on earth. Blaspheming against the prophet, alaihissalaam, did not amount to creating mischief on earth because the latter crime has been described by the Almighty Himself in these words: "Those who fight against Allah and His messenger and create mischief on earth." (Qur'an; 5:33) These wordings could be applicable in the case of a crime in which the perpetrators of it were causing the life, property, or honour of the common people to be at the stake of their nefarious designs. Salman Rushdie was guilty of a crime which cannot be categorized as *lasad fi'ard*: causing mischief on earth.

The other important understanding of the Qur'an that contextualizes the hadith was the one that clarified that the only people who were liable to be killed other than for committing the two above-mentioned crimes were the ones who were killed by the Almighty Himself through His messengers and his companions. Of course, it is a crime that a mortal human kills another; however, for the Almighty to kill his creation is His prerogative which he carries out as a matter of daily routine. This killing of humans by God Almighty takes place through diseases (normally described as "natural deaths"), accidents, or natural hazards. According to the Qur'an, the phenomenon of killing of humans through natural calamities took place for a special reason on several occasions in the history of mankind to carry out a definite policy of the Almighty: When a group of people rejected His message sent through a messenger despite knowing full well that it was from God, such deniers were eventually killed. It was a recurring theme in the Qur'an that the nations of the messengers of God like Nuh, Hud, Saleh, Shu'aib, Lut, and Musa, alaihissalaam, were all destroyed by Him because they committed the crime of rejecting the message brought by their respective messengers and turned their enemies. God mentioned His firm commitment that He has decided that He and His messengers would always prevail over the enemies. (See Qur'an; 58:21). Inevitably, such was to be the case with the nation that rejected the last of the prophets as well. The only difference was that since in the case of the last messenger many people turned believers in his message, the divine punishment which hitherto used to be inflicted normally through natural calamities was implemented through the swords of companions of the prophet. It was because of this reason that many rejecters of the message of Muhammad, alaihissalaam, were killed during his lifetime.

In other words, those who received a messenger's message directly had no choice but to believe in it or else they were to get punished in this very life, if they didn't deserve any relaxation, through death. Quite naturally, if a person had to face death in the first place, if he refused to believe in a message, he had to again face death if after believing he again disbelieved. However, such punishment had nothing to do with the apostates who never received the message from the messenger of God directly. Thus even if Salman Rushdie was an apostate, he didn't deserve to die according to the Islamic law.

Let's now take up the blasphemy argument: Was blasphemy a public offence in the Islamic law punishable by death?

The answer again is clearly in the negative. There were at least three cases of blasphemy against the prophet and the message of Islam mentioned in the Qur'an. In none of them there was a suggestion that those who were guilty of the offence ought to be killed. If there was to be a punishment for blasphemy, clearly it was the Qur'an where it should have been mentioned, especially when the book mentioned the occurrence of that offence during the prophet's lifetime.

The passages in which cases of blasphemy have been mentioned are found in the Qur'an in the following verses: 2:104; 5:57-58; 63:7-8.

In the first passage, the Qur'an informs us that there were some Jews-inspired hypocrites who used to come to the prophet's gatherings with the motive to tease him in a way that their cheap, sinful desires could be satisfied on the one hand and yet their offence should go unnoticed on the other. For that purpose they used to address the prophet by saying *ra'ina* (please say it again) in a way that they would twist their tongue to prolong the letter 'r' so as to give a sound of a word that would mean "our shepherd". Instead of condemning the perpetrators of this crime to any punishment, however, the Qur'an said this to believers: "Believers, don't say *ra'ina*, instead say *unzurna* and listen carefully (so that you don't need to ask the prophet to repeat his statements)". (Qur'an; 2:104) The word *unzurna*, like *ra'ina*, served the same purpose.

The second passage that mentions an insulting attitude of the disbelievers is this: "Believers, don't make such individuals from amongst the people of the book and the disbelievers (of Makkah) your friends who tease and make fun of your religion. And fear Allah if you are true believers. When you are called for prayers, they make it (that call) an object of ridicule. This they do because they are a group of people who don't know (the truth)." (Qur'an; 57-58). Had the intent of the divine law been to kill those who made fun of religion, this was the best occasion to make it unambiguously clear. However, instead, believers were only asked to not make such foolish people their friends.

The third passage relevant to the topic appears in the sixty-third chapter of Qur'an titled "Hypocrites". The chapter talks about the nefarious designs of the leader of the hypocrites and his followers, who, in one of the expeditions of Muslims to outside Madinah, insulted the prophet and his companions in the following words: "They say when we shall return to Madinah the honorable shall expel from there the mean, even though honour is for Allah and His messenger, and believers, but these hypocrites are unaware." (63:7-8) Indeed what Abdullah Ibn Ubay, the leader of the hypocrites, and his followers said was clear blasphemy. However, the tolerant message of God didn't demand their head. Instead, the Almighty only clarified what the truth was in response to the blasphemy the hypocrites had uttered. Abdullah Ibn Ubay later died a natural death in Madinah. Despite the fact that he wasn't living in a foreign land but in the very city of which the prophet was the ruler, he didn't face death in retribution for the clear act of blasphemy he and his companions were guilty of committing. The question that should naturally arise is that if the Qur'an was so clearly not requiring any punishment for blasphemy, why are Muslims demanding that those guilty of this offence should face death? The answer to this question is that there were indeed some disbelievers who were killed for being guilty of blaspheming against the prophet during his lifetime. Those who are demanding the head of Salman Rushdie and other blasphemers believe in the light of those incidents that such was the punishment for all blasphemers.

The fact of the matter is that, as we have clarified above, there is no punishment for blasphemy in Islam, yet those people who received the message of the messengers directly, as clarified above, were destined to be killed, one way or the other, after a certain God-ordained deadline was reached. That deadline had already reached for the disbelievers of

Makkah, thirteen years after the prophetic mission had started, at the time when the prophet and his companions were forced to migrate from the city to Madinah. However, God delayed the time for inflicting the punishment in accordance with the considerations of His wisdom and mercy. The first phase of that punishment took care of the entire leadership of Quraish, the clan that ruled Makkah, two years after the migration in the Battle of Badr. That process continued for different people at different occasions. When the people of the book, the Jews and the Christians, criminally denied the prophet's message, they too became eligible for the divine punishment. However, in their case the punishment was relaxed to not necessitate death for them. Instead they were forced to live the life of second-rate citizens in the Muslim society on paying Jizya, the non-Muslim tax, (Qur'an; 9:29) However, because those Jews and Christians who had denied the prophet's message were guilty of an unpardonable crime, the more blatant criminals amongst them, those who didn't just deny the messenger of God's message but went on to insult, tease, and threaten his life, they were considered worthy of being killed like their counterpart polytheist disbelievers of Makkah.

Let's take up another issue: If Salman Rushdie was found guilty of blasphemy in a Muslim country, could he be killed without him getting the benefit of going through a trial? The fact is that killing him without a trial would be un-Islamic. One might ask as to why then some people were killed during the prophet's lifetime without them getting the privilege of going through a legal trial. The answer to this question is that Ka'b Bin Ashraf and others who were killed during the time of the prophet were not killed by the common Islamic law; as clarified above, they were killed by God through his own law. Instead of using natural calamities, as was done to annihilate the nations guilty of rejecting messages of the earlier messengers, He used 'His swords' in the case of the nation that received the last messenger. The very fact that Ka'b and others didn't go through a trial before they were punished, as was the normal rule of Islamic law, was in itself a proof that he didn't receive punishment under the common Islamic law.

If we assume that the punishment for blasphemy was death in Islam, and if Salman Rushdie was living in a non-Muslim country, as he is now, could he still be killed if Muslims found him guilty of insulting their prophet? The fact of the matter is that such a demand was both dangerous and anti-Islamic. It was dangerous because if accepted it would endorse the principle that anyone could kill another person if he felt that the other person was guilty of insulting his religious sentiments. It is anti-Islamic because by so demanding the head of Rushdie, Muslims are creating an impression in the minds of people that Islam was a barbaric religion. The Muslim demand for Rushdie's head by hook or by crook is a far cry from the approach of the prophet of peace (Islam) who was known to have visited the home of an old lady to enquire after her health when he didn't see her doing her daily routine of laying thorny bushes on his way; the noble prophet got worried for her and visited her home. The Muslim demand has turned the impression of the message of Islam in the very opposite direction of what the prophet of Islam had brought. The Qur'an says: "Laten, good behaviour can't be the same as the bad one. So repel (bad behaviour) with an attitude that is good, and what you will find is that, as a result, the one with whom you had enmity has become your bosom friend. And this (behaviour) can't emerge from anyone except those who are patient; and this (behaviour) can't emerge from anyone except those who are most fortunate. And if Satan whispers into your heart (something to dissuade from it) then seek refuge in God; indeed He is All-Hearing, All-Knowing." (Qur'an; 41:34-36).

خالد ظہیر کے اس مضمون کو پڑھنے کے بعد ہر اخصاف پسند بہ جان لے گا کہ کھنوں، رشدی کی وکالت کر کے اس شخص نے اپنے تجبیہ و اطمینان کا مصراۃ اظہار کیا ہے جس کے بعد اس کی پیدلی بہت کم لگے کے لیے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ سلطان رشدی کا شیطان کا شیطان بننا مذکور کتاب کے حق میں دلائل دینے میں یقیناً خالد ظہیر نے شیطان ہی سے معاونت حاصل کی ہوگی۔ ہر عالم یہ سب کچھ کہہ کر اس نے

بہت سے لوگوں کے لیے فیصلہ کرنا آسان کر دیا ہے۔

جس کا پہلے عرض کیا گیا کہ اس شخص پر جس خاندان کی کاروائی کی گئی تھی، متعدد صرف اس کی امانت کو بے نقاب کرنا ہے، لہذا اس کے مضمون میں موجود صرف چند نام باتوں کی نقل و نقل پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

خاندانِ علیہ السلام کی زندگی میں ایک دلیل یہ بتانے کے لئے رکھی گئی کہ جو کچھ اس نے لکھا وہ اس میں مغفرت نہیں بلکہ جہت سے دور ہے۔ معصیتیں اس طریقے میں اس سے بہت بڑھ گئے ہیں جو کیا ان تمام بڑاؤں کو تو اس جرم کا مجرم نہا جائے اور اس کا جواب اٹھ کر فرما دیا جائے کہ جو خاندانِ علیہ السلام کے نزدیک اس کا ایک شخص غصہ نہیں کرتا تو اسے گستاخ قرار دیا جائے گا اور اگر ایسا کرنے والے کا کھولنا، کچھ انکار کرنا اور اس کی اور توبہ گستاخ قرار دینا دیکھ جائے گا۔ یہ ہے اس کا گستاخ کو گستاخ قرار دینے کا معیار۔

[illegible][illegible]

آج سے چل کر لکھتے ہے کہ قرآن میں صرف دو قسم کے لوگوں کو نکل کرے گا حکم ہے۔ ایک وہ جو کئی نکل کرے گا دوسرے وہ جو دوزخ میں سزا دیا جائے گا۔ اور دوسرے دھمکی کے تحت کیا ہے۔ وہ درجی کوئی انبیاء کی آیتوں کا کیا ہے۔ جوفانی دنیا میں کفر کے ذمہ سے آئے۔ یعنی انھیں کفر کے ذریعہ نکلے گا اور دوسرے وہ جو درست ہوگا کہ کچھ عرصہ قبل تو ان کا دھرم میں جانا تھا کہ انھیں کفر سے نکلے گا اور انھیں جہنم میں لے جائے گا۔ اور ایک صیغہ صمدی یا پادری کے قرآن پاک کو (معاذ اللہ) جانے کی کیم چلائے گا۔ ان کا اعلان کرے گا کہ کئی کو نکلے گا اور انھیں کیا۔ ان صیغہ صمدی دھرم کی کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ نکلے گا اور انھیں جہنم میں لے جائے گا۔ یہ تو ایک مسلمان کا دل ہی جاتا ہے۔ البتہ ایک بہت صاف طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ خدا ظاہر ہو کر انھیں نکلے گا اور انھیں جہنم میں لے جائے گا۔ اور ان کی کیم

عزیز! مجھے چاہئے کہ اسلام میں گستاخانہ رسول کی سزا کا فیصلہ دادو یہ کہ قرآن میں حکم اور تعجب میں کہوں پر نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کے اہکاب کا ذکر ہوا ہے، لیکن کسی ایک جگہ بھی اس کا اہکاب کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم قرآن نے نہیں دیا۔ یاد رہے کہ قرآن کی اہکاء میں یہ بیان ہوا کہ خود کو دہشت میں مبتلا کرنے والوں کو قتل کیا جائے، جس کا کہی جانوئی حیثیت حجت کرنے کے لیے کافی ہے، مگر ایک منکر حدیث کے لیے یہ دلیل کافی ہے، حالانکہ انہیں، لیکن مسلمانوں کے لیے ہر حال یہ کافی ہے۔

[illegible][illegible]

اختتام

آخر میں اٹھا ہے کہ ہر مسلمان اپنے دین داریاں کی الٰہیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے غور کرے کہ اس معاملے میں حق کس طرف ہے۔ کیا خالد نہیں جیسے لوگ اس قاتل ہیں کہ انہیں اپنا دہریہ بنا کر اپنی دنیا اور آخرت کو برباد کیا جائے۔ ذرا سوچنا سب کے اس دھڑکا تصور کیجئے جب ہر طرف لٹا لٹا کر عالم ہوگا اور ہر شخص اپنی اپنی گتیں ہوگا اس وقت کوئی ایسا ذات ہے جو کہ مٹا نہ سکے گی اور کس کا دامن ہوگا جسے تمام کرامات نصیب ہوگا۔ حدیث پاک ملاحظہ کیجئے:

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا لوگ کہیں گے کہ کاش ہم اپنے رب کے حضور کسی کی شفاعت طلب کریں جو ہم کو اس مجلس سے راحت دلائے اور یہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آجیں گے اور کہیں گے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے چھوڑا کیا ہے اور آپ میں اپنی (پسندیدہ اور نا پسندیدہ) اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں، آپ ان سے اپنے رب کے حضور شفاعت کیجئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی (اجتنادی) خطا کو یاد کریں گے تم فوج طیبہ اسلام کے پاس جاؤ، وہ پہلے حوٰلہ لیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شریعت کے ساتھ بھیجا ہوگا ان کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی (اجتنادی) خطا کو یاد کریں گے تم قوم طیبہ اسلام کے پاس جاؤ جن کو اللہ نے اپنا نیک بنایا تھا لوگ ان کے پاس جائیں گے، وہ وہی کہیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی (اجتنادی) خطا کو یاد کریں گے تم قوم طیبہ اسلام کے پاس جاؤ، وہ ان کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے میں تمہارا کام ہوا لوگ ان کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی (اجتنادی) خطا کو یاد کریں گے تم قوم طیبہ اسلام کے پاس جاؤ، وہ ان کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا تم (حضرت) محمد ﷺ کے پاس جاؤ جن کی آگلی اور پچھلی سب (ظاہری یا اجتنادی) خطا میں صاف کردی گئی ہیں، پھر لوگ میرے پاس آجیں گے میں اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کروں گا میں تمہیں گرجاؤں گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا اپنا سراسر اٹھاؤ، یا تم کو یاد دیا جائے گا کہ تمہاری بات سنی جائے گی، شفاعت کو قبول کی جائے گی، پھر میں اپنا سراسر اٹھاؤں گا، پھر میں اپنے رب کی ان کلمات کے ساتھ تم کروں گا جو وہ مجھے تعلیم دے گا، پھر میں شفاعت کروں گا، پھر میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی، میں اس حد کے مطابق لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا، پھر میں وہ بار دہرہ کروں گا، پھر میری یاد پڑتی یاد پڑنا یا نہی کہ جہنم میں صرف دو لوگ رہ جائیں گے جن کا جہنم سے نکالنا اللہ اور اسے قرآن مجید سے یعنی جن لوگوں کے لیے جہنم میں ملے ہوئے (یعنی نکال دے گا)۔ (صحیح بخاری)

وہ فی حق ہم ﷺ جن کی شفاعت اور جن کے سجدوں کے بعد حق سے امت کو اجازت نصیب ہوگی، کیا ان کا حق ہم پر بھی ہے کہ ان کی ہادیا کے مستحقوں اور ان کے دیگروں کے کوئی حلقہ جڑا جائے یا ان کے بارے میں دل میں کسی جہم کا کوئی ذمہ گوشہ رکھا جائے۔ حق یہ ہے کہ ایسے تمام حاضر و غائب مسلمان کے دل میں غلطی، غلطی، غلطی میں کسی جہم کی کمی کرنے کی کوشش کریں، چاہے وہ کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتے ہوں، دیکھنا سب سے اپنی برأت کا اظہار کرتا چاہیے اور اپنے ہر تعلق کی بنیاد اللہ عزوجل اور اس کے حوٰلہ ﷺ کی ذات کو بنانا چاہیے۔

آخر میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ عزوجل کی بارگاہ میں اٹھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنی اور اپنے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے مخصوص تمام انبیاء کے سربراہ حضور نبی جاوید ﷺ کی محبت اور احترام نصیب فرمائے اور حضور ﷺ کی عطا کی ہوئی شریعت پر پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل ہمیں اسے اپنے احوال کے نقش قدم پر، استقامت کے ساتھ قائم رہنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور اسے سے پیدا ہونے والے فرشتوں سے اللہ تعالیٰ عزوجل ہمیں دین کے پیروں کے شرف ﷺ اور فرمائے اور ہر قسم کے بد بھائیوں، سب بھائیوں، بد بھائیوں، بد بھائیوں سے اپنی پناہ مانگے۔ آمین عباد اللہ!

اللازمین۔